UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

سنت اور حدیث کے مفہوم کا تجزیاتی فرق

Analytical Difference between the Concept of Sunnah and Hadith

Usman Khan
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila PÉkistÉn
Email: usmanmphil2016@gmail.com

Dr. Farhad Orakzai
Associate Professor, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila PÉkistÉn
Email: farhadullah@hitecuni.edu.pk

Abstract:
The paper defines the concepts of Hadith & Sunnah and discusses its connotative difference. It compiles Quranic Verses of the concepts of Hadith, sunnah and discrimination between these two concepts. It includes denotative meanings and explanation. The paper also discusses the scholar's viewpoint of its terms. Hadith and Sunnah are generally taken as synonymous terms. This is not a correct impression. The concepts of Hadith and Sunnah have entirely different connotations as well as denotative meanings, and each one holds a different status in Quran, therefore, assigning the same meaning to both the terms, it would create a lot of complications. Sunnah is concerned only with urgent matters and the acts that are intimately related, banned and that continues in civilization. Whereas, the hadeeth is not related to an explanation of the matter that are performed on a regular basis. In the Qur'anic understanding, the Sunnah is not applicable to the Hadith and the Hadith is not applicable to the Sunnah, both words have different meanings and concepts. It implies that every hadith cannot be considered as sunnah and vice versa. Whereas, the scholars often assume the concepts of Hadith and sunnah are same based on its terminology.
Keywords: *Law, constitution, way, divine speech, revelation, report, Incident.*

تمہید:

سنت اور حدیث کا مروجہ مفہوم رسول اللہ کے "اقوال،افعال اور تقریرات" کو سمجھا جاتا ہے حدیث کو سنت اور سنت

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

کو حدیث سمجھنے کا رواج اس طرح عام ہوا کہ مرور وقت کے سبب ان مفاہیم کے درمیان فرق گویا مٹ سا گیا ہو، جبکہ حدیث کو سنت کہنے اور سنت پر حدیث کا اطلاق کرنا، خاص طبقہ "محدثین" کی اصطلاح تھی اور کتب احادیث و مصطلحات الحدیث مرتب ہونے پر ان کی اصطلاح کا رواج عام ہو گیا تھا، زبان عام ہونے کے سبب ان کے مفاہیم کا مترادف ہونا بھی زد عام ہو گیا اور فرق کی بنیادیں نظر سے اوجھل سی ہو گئیں تھیں. علماء کرام کے دیگر طبقات "فقہاء کرام، اصولی" وغیرہ شروع سے ہی سنت کو حدیث سے الگ قدر سمجھتے تھے اور ان کے مفاہیم کے درمیان فرق کرتے ہوئے بناء احکام و قانون میں واضح درجاتی فرق کرتے تھے کہ کس درجہ کی دلیل سے سنت ثابت ہو گی؟ یا کس سنت سے کس درجہ کا عمل ثابت ہو گا؟. ان حضرات کے نزدیک سنت اور حدیث کے مفاہیم میں واضح فرق ہے، ہر حدیث، سنت نہیں ہے نہ ہی ہر حدیث کا اطلاق سنت پر ہو سکتا ہے. سنت عمل متواتر ہے، رسالت مآب ﷺ کی طرف سے امت کے لیے جاری کردہ طریقہ ہے جو امت میں اسلامی تہذیب، الوہی تہذیب بن کر جاری ہے.

سنت اور حدیث دین اسلام میں شریعت کے ماخذ ہیں جن کے بغیر دین کے مکمل ہونے کا کوئی تصور نہیں ہے. قرآن حکیم کی عملی تشکیل سنت کی صورت میں ہے، سنت اسلامی تہذیب بن کر جاری ہے اور قرآن حکیم کے بہت سے تبیینی پہلو حدیث کے ذریعے بیان ہوئے ہیں ان کی درست تفہیم، دین ہی کی تفہیم ہے. جس کے پیش نظر اس تحقیق میں سنت اور حدیث کے مفہوم کے فرق کو موضوع بنایا ہے تاکہ سنت اور حدیث کا درست مفہوم معلوم ہو جانے پر ان کے درمیان فرق کیا جاسکے. اور معاشرے میں ان اقدار کا اسی طرح چلن ہو جس طرح شریعت کا مقصود ہے اور شریعت نے ان کی جو حدیں مقرر کیں ہیں ان کو اسی حدوں پر رکھ کر سمجھا جائے تاکہ فرق بندی وطبقاتی کشمکش کا سد باب کیا جاسکے. اور اللہ کی طرف سے رسول اللہ کے ذریعے جو علمی و عملی تہذیب مقرر ہوئی ہے اس کو اسی قدر کے ساتھ سوسائٹی میں رائج رکھا جاسکے. اس تحقیق میں "سنت اور حدیث" کا مفہوم، تجزیاتی طور پر بذریعہ آیات و تفاسیر، لغات و محاورات اور اصطلاحاً ذکر کیا ہے تاکہ ان کے درمیان مفہومی افتراق واشتراک کو واضح کیا جاسکے.

مباحث ومطالب:

سنت اور حدیث کو روایتی علوم حدیث، مصطلح الحدیث میں مترادف سمجھا جاتا ہے حدیث کی تعریف واقسام کے ضمن میں سنت کو ذکر کر دیا جاتا ہے جبکہ سنت اور حدیث میں جوہری فرق موجود ہے تعریفات و امثلہ حدیث کے استقرا اور تجزیہ سے ان کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے. سنت اور حدیث کو ایک سمجھ لینے کے باعث، مفہوم سنت اور اس کے مصداق واطلاق میں ابہام آجاتا ہے جس کے سبب سے فرقہ بندی کو جلا ملتی ہے اور امت کا اتحاد، انتشار وافتراق کا شکار رہتا ہے. سنت و حدیث کو ان کے اساسی و جوہری فرق کے ساتھ تسلیم کرنے سے امت شعوری سطح پر اس تہذیب کا ابلاغ کرے گی جس پر منزل من اللہ ہونے کا اطلاق صحیح طور پر ہوتا ہے. اور ان کے درست فہم اور عمل کے باعث انتشار وافتراق، اتحاد امت میں تبدیل ہو گا.

ان کے مابین جو مفاہیمی فرق ہے اس کی توضیح کے لیے اساسی مصادر سے استقرا اور تجزیہ کا اسلوب اختیار کیا ہے تاکہ آیات قرآنی، تفاسیر، لغاتی واصطلاحی توضیح کے سبب سے "سنت و حدیث" کے مفہوم کی وضاحت اور ان کے مابین فرق ہوسکے اور علماء مشاہیر نے ان الفاظ کے مدلول اور ان کا مصداق کس معانی اور مفہوم کو قرار دیا ہے اس کی وضاحت کی ہے.

سنت کا لغوی معانی و مفہوم:

لغت کے ذریعے لفظ کا اساسی تصور اور اس کا حقیقی معانی و مفہوم معلوم کیا جاتا ہے کہ کس تصور کی بناء پر لفظ کی وضع ہوئی ہے یا لفظ کو بیان کیا گیا ہے اور لفظ کے حقیقی و مجازی معانی و مفہوم کا فرق بھی ہو جاتا ہے جس کی بدولت اس کے مستعمل محاورات اور قدیم و مروجہ مفہوم کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے امام قرطبی (م ۶۷۲ھ) نے سنت کے لغوی معنی و مفہوم کی وضاحت کے لیے شعر ذکر کیا ہے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

اور اس میں سنت کے ادبی مفہوم کی تبین کو پیش نظر رکھا کہ سنت کا ایک مفہومی اطلاق امت پر بھی ہوتا ہے جس سے لفظ سنت کا اساسی تصور معلوم ہوتا ہے کہ افراد امم پر من حیث امت اس کا اطلاق معلوم ہو جائے۔

"ما عاين الناس من فضل كفضلهم * ولا رأوا مثلهم في سالف السنن"[1]

"لوگوں نے ان جیسی فضیلت والا کوئی صاحب فضیلت دیکھا نہیں اور نہ ہی سابق امتوں نے ان کی مثال والا دیکھا ہے"۔

اس شعر میں لفظ سنن سے مراد امتیں ہیں۔

الصاحب بن عباد (م ۳۸۵ھ) نے سنت کے مختلف معانی بیان کیئے ہیں جو بلحاظ اطلاق و مصداق مختلف استعمال ہوتے ہیں اور سنت کے عمومی اطلاق کا دائرہ وسیع تر نظر آتا ہے اور لفظ کے پس منظر میں سموئے ہوئے تصورات ظاہر ہوتے ہیں اور بوقت انتساب اس کے معانی اور مفہوم فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

"السنَنُ: المَذْهَبُ والطَّرِيْقُ. وكذلك السنَنُ: القَصدُ الذي تُرِيْدُه. والسنَنُ: أولُ القَوْم. وسَنَنُ الغارَةِ: أوَائلُهَا. واستَنَنَتِ الطرُقُ: وَضَحَتْ وبانَ سَنَنُها. وتَنَحَّ عن سَنَنِ الطرِيْقِ وسُنُنِه وسُنِه. والسنةُ: العادَةُ أيضا"[2]

"سنن کا معانی مذہب اور طریقہ ہے اور اسی طرح سنت کا ایک معانی وہ راستہ ہے جسکی طرف ارادہ کرکے چلا جائے" (اس میں کوشش کا مفہوم داخل ہے ایسا راستہ جو صرف نظری نہ ہو بلکہ اس پر بالفعل عمل کیا جاسکتا ہو) لفظ "اول القوم" سردارِ قوم "کے مفہوم میں مستعمل ہے اور لفظ سنت کبھی "سنن الغارہ" روشن آثار کے معانی میں مستعمل ہوتا ہے" اس کی مثال نشان سنگ میل سی ہے یعنی راہ کی طرف لے جانے وہ آثار و نشانات جن کی روشنی میں سفر کو طے کیا جاتا ہے"۔

حسین بن محمد (م ۵۰۲ھ) نے سنت کے معنی بیان کرتے ہوئے اس کا ایک اضافی مفہوم ذکر کیا اسکے باعث مفہومِ سنت میں ایک گونہ تخصیص ظاہر ہوتی ہے کہ سنت وہ طریق ہے جس پر قصداً چلا جائے۔

"طريقته التي كان يتحرّاها"[3] "ایسا راستہ جس پر کوشش کرکے چلا جائے۔"

ان کے بیان سے سنت کا جو مفہوم معلوم ہوتا ہے وہ طریقہ یا راستہ ہے۔

ابن منظور افریقی (م ۷۱۱ھ) نے سنت کی لغوی معانی بیان کرتے ہوئے اس کے عمومی اطلاق کا اعتبار کیا ہے کہ زندگی جن اعمال سے تعبیر ہے وہی افعال سیرت ہیں:

"والسُّنَّة السيرة حسنة كانت أَو قبيحة ، والأَصل فيه الطريقة والسِّيرَة"[4] سنت کا معانی اچھی یا بری سیرت ہے اور اس کی اصل طریقہ وراستہ ہے"

لغوی اعتبار سے سنت کے جو معانی اور مفہوم معلوم ہوئے ہیں، طریقہ، مذہب، سیرت اور امت ہیں۔ اور ان الفاظ سے سنت کا بنیادی تصور اور لفظ کا پس منظر ظاہر ہو گیا ہے سنت باعتبار لغت مذہبی مفہوم کا حامل نہیں ہے بلکہ اس کے مفہوم میں "طریقہ" کا تصور غالب ہے جس پر جد وجہد کے ساتھ قصد کرکے چلا جائے جس کے نتیجے میں انسانی کاوش اچھی یا بری سیرت سے تعبیر ہو سکے۔

حدیث کا لغوی معانی و مفہوم:

امام زجاج (م ۳۱۱ھ) حدیث کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے مذہبی تصور کو بنیاد بناتے ہوئے فرماتے ہیں

"الحديثُ ما يُحَدِّثُ به المُحَدِّثُ تَحْديثا"[5] جس کے ذریعے محدث کلام کرے اسے حدیث کہا جاتا ہے"

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

ان کا عندیہ حدیث کے معانی کی بابت "کلام" ہے. ان کے بیانیے سے لفظ کے معانی کے ساتھ مذہبی اطلاق کا بھی مفہوم واضح ہوتا ہے کہ فن حدیث میں مشغول افراد کو محدث کہا جاتا ہے فن حدیث کے لحاظ سے محدثین جس کلام کا ابلاغ کرتے ہیں اسے حدیث کہتے ہیں اور باعتبار مفرد مفہومِ حدیث "کلام" ہی ہے.

ابوہلال العسکری (م ۳۹۵ء) نے لفظ حدیث کا ایسا تصور پیش کیا ہے اس میں قدرے تخصیص موجود ہے کہ ہر وہ "کلام" جس میں اپنی ذات کے متعلق خبر دی جائے اس پر حدیث کا اطلاق ہوگا.

"والحديث في الاصل هو ما تخبر به عن نفسك من غير أن تسنده إلى غيرك وسمي حديثا لانه لا تقدم له ثم كثر إستعمال اللفظين حتى سمي كل واحد منهما بإسم الآخر فقيل للحديث خبر وللخبر حديث"[6]

"حدیث بلحاظ اصل اپنی ذات کے بارے میں یوں خبر دی جائے کہ اس میں کسی دوسرے کی طرف نسبت نہ ہو،اسی وجہ سے اس کا نام حدیث رکھا جاتا ہے کیونکہ اپنی ذات کو تقدم حاصل ہوتا ہے پھر ان دو لفظوں کا اتنی کثرت سے استعمال ہوا کہ ایک اسم کا دوسرے اسم پر اطلاق ہونے لگا کہ حدیث کو خبر اور خبر کو حدیث کہا جاتا ہے".

ان کے نزدیک اپنی ذات کے متعلق دی جانے والی خبر کو حدیث کہا جاتا ہے.

ابن منظور افریقی نے لفظ حدیث کی وضاحت معروف قاعدے کو مد نظر رکھتے ہوئے کی ہے اس کے باعث معانی کے ظہور کے علاوہ وہ مذہبی تصور بھی سامنے آجاتا ہے جس پر کلامی ابحاث کا اطلاق ہوتا ہے جن میں مسئلہ صفات باری تعالی کو مد نظر رکھا گیا ہے.

"الحَدِيثُ نَقِيضُ القدیم"[7] "حدیث قدیم کی ضد ہے". اس سے قدیم کے مد مقابل جدید کا مفہوم پیدا ہوتا ہے.

المرتضٰی الزّبیدی (م ۱۲۰۵ھ) نے لغوی مفہوم میں اصل پس منظر کو سامنے رکھا ہے اور اسی کی رعایت کرتے ہوئے چند امثلہ ذکر کی ہیں "وحِدْثَانِ شَبَابِه وحَدِيثِ شَبَابِه بمعنىً"[8] "کہ حدیث شباب اور حدثان شباب ایک معانی کو ادا کرتے ہیں **"حَوادِثِ الدَّهْرِ ونَوَائِبه"**[9] "زمانے میں ہونے والے حادثات اور ان کے باعث ہونے والی دشوایوں پر بھی یہ لفظ دلالت کرتا ہے"

حدیث کا اطلاق بالحاظ لغت کلام پر ہوتا ہے جس میں جدت کا مفہوم موجود ہے اور زمانے میں ہونے والے حادثات پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے.

مفہوم سنت وحدیث کا لغوی فرق:

سنت کا لغوی اطلاق، طریقہ،مذہب، سیرت اور امت پر ہوتا ہے اور حدیث کا اطلاق ،کلام، خبر،جدید، حادثات،واقعات پر ہوتا ہے. لغوی اطلاق کے لحاظ سے لفظی فرق ہونے کے ساتھ معانی اور مفہوم میں بھی فرق واضح ہے سنت کے لیے جدید ہونا، کلام ہونا ضروری نہیں ہے جبکہ حدیث کے لیے کلام ہونا ضروری ہے سنت کی کلام کے ذریعے خبر تو دی جا سکتی ہے لیکن سنت کا خود خبر ہونا ضروری نہیں ہے ایسے ہی حدیث بذات خود مذہب و طریقہ نہیں ہوتی جبکہ سنت کا غالب مفہوم ہی طریقہ ہے جس پر مذہب کی اساس رکھی جاتی ہے یا مذہب اس طریقہ کی رہنمائی کرتا ہے. لغوی اعتبار سے دونوں کا مفہوم جدا تصور کا حامل ہے جس تصور کے لیے لفظ حدیث کی وضع ہوئی ہے اس میں سنت شامل نہیں ہے اور جس تصور کے لیے لفظ سنت کی وضع ہوئی ہے اس لفظ میں حدیث شامل نہیں ہے. ان کے لغوی اعتبار میں مذہبی مفہوم کا تصور نہیں پایا جاتا لیکن جب ان کے مفہوم کو عام کیا جاتا ہے یا خاص مذہبی اصطلاحی مفہوم مراد لیا جاتا ہے تو بلحاظ مذہبی اطلاق کے ثانونی درجہ میں ایک دوسرے کے مصداق بن جاتے ہیں.

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

سنت کا اصطلاحی معانی و مفہوم:

مکحول بن ابی مسلم (م۱۱۸ھ) سنت کا درجاتی مفہوم بیان فرماتے ہیں جس سے سنت کی فقہی اصطلاح کے ساتھ اس کا دینی تصور بھی واضح ہو جاتا ہے، بعض سنن اللہ من جانب اللہ ہدایت کردہ ہیں جن کا بجالانا، سرانجام دینا دین ہے اور ان کا ترک کرنا گمراہی ہے.

"السُّنَّةُ سُنَّتَانِ سُنَّةٌ أَخْذُهَا هَدْيٌ وَتَرْكُهَا لَا بَأْسَ بِهِ ، وَسُنَّةٌ أَخْذُهَا هَدْيٌ وَتَرْكُهَا ضَلَالَةٌ"[10]

"سنت دو طرح کی ہیں اس میں سے ایک سنت جس پر عمل کرنا ثواب ہے اور اس کے ترک کرنے پر گناہ نہیں ہے اور دوسری طرح کی سنت وہ ہے اس پر عمل کرنا ثواب ہے اور اس کا ترک کرنا گمراہی ہے".

ان کی اصطلاح میں سنت عمل کا نام ہے جس پر بلحاظ درجہ ثواب و عقاب مرتب ہوتا ہے.

امام ابن حزم (م۳۸۴ھ) نے سنت کا دینی اور فقہی مفہوم ذکر کیا ہے جس سے اس کی دینی حیثیت اور مطلوب عمل کی قدر معلوم ہوتی ہے. اور اس کا انتسابی مفہوم بھی بیان کیا ہے دینی لحاظ سے سنت وہ اعمال ہیں جو رسول اللہ نے جاری فرمائے ہوں.

"والسنة: هي الشريعة نفسها""وأقسام السنة في الشريعة: فرض، أو ندب، أو إباحة، أو كراهة، أو تحريم كل ذلك قد سنه رسول الله"[11] "سنت بذات خود شریعت ہے اور شریعت میں سنت کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں. فرض یا مندوب، مباح یا مکروہ یا حرام جس کو رسول اللہ نے ان کو جاری کیا ہے. "سنت ان کی نزدیک شریعت کا مصدر ہے اور باعتبار عمل اس کے مختلف درجات ہیں.

امام سرخسی (م۴۲۷) نے خاص مذھبی مفہوم کی رعایت فرماتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ اطلاقِ سنت افعال رسول اللہ ﷺ و صحابہ کرام پر ہوتا ہے: "والمراد به شرعا ما سنه رسول الله والصحابة بعده عندنا."[12]

"ہمارے نزدیک (حنفیہّ) شرعی (اصطلاحی) اعتبار سے سنت سے مراد وہ افعال ہیں جنہیں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام نے جاری فرمایا ہو"

امام غزالی (م۵۰۵) نے مفہومِ سنت کی وضاحت کے لیے دینی اور روایتی مفہوم کو پیش نظر رکھا ہے کہ سنت کا دینی اطلاق شریعت اور راستہ پر ہوتا ہے اور بلحاظ فن سنت کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اُن اقوال و افعال پر ہوتا ہے جن سے افعال کی عملی حیثیت واضح ہو سکے.

> "فإن السنة يعبر به عن الطريقة والشريعة"في البحث عن السنة يتبين حكم الأقوال والأفعال من الرسول وطرق ثبوتها من تواتر وآحاد"[13]
>
> طریقے اور شریعت کو لفظ سنت سے بیان کیا جاتا ہے. اور بحثِ سنت میں رسول اللہ ﷺ سے منقول اقوال و افعال کا حکم بیان کیا جاتا ہے اور سنت کے طریقِ وصول کے حوالے سے بحث ہوتی ہے کہ یہ متواتر ہے یا اخبار احاد ہیں".

ان کے نزدیک سنت شریعت کا مصدر ہے اور یہ حدیث رسول ﷺ پر سنت کا اطلاق کرتے ہیں"

علامہ آمدی (م۶۳۱ھ) نے سنت کا مفہوم بیان کرنے میں دینی و روایتی تصور کی رعایت فرمائی ہے اور فقہی درجاتی مفہوم کو بھی ذکر کیا ہے.

> "السنة لغة وشرعا وأما لغة فهي الطريقة المسلوكة"وأما معناها شرعا أي في اصطلاح أهل الشرع فهي قول النبي صضص وفعله وتقريره وتطلق بالمعنى العام على الواجب وغيره"[14]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

سنت کا لغوی اطلاق "چلا گیا راستہ" ہے اور اہل شرع کی اصطلاح کے مطابق سنت سے مراد خاص رسول اللہ کے قول، فعل، تقریر ہیں اور عمومی معانی کے اعتبار سے سنت کا اطلاق واجب پر بھی کیا جاتا ہے"

ان کے نزدیک سنت کا تشریعی (اصطلاحی) اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات پر ہوتا ہے جسے عرف میں حدیث رسول کہا جاتا ہے۔

امام رازی (م۶۰۶ھ) نے عرف فقہاء کے مطابق سنت کا مفہوم خاص ضابطہ کے تحت بیان کیا ہے جس سے خاص مذھبی طبقہ کی اصلاح واضح ہوتی ہے۔

"ولفظ السنة مختص في العرف بالمندوب بدليل أنه يقال هذا الفعل واجب أو سنة ومنهم من قال لفظ السنة لا يختص بالمندوب بل يتناول كل ما علم وجوبه أو ندبيته بأمر النبي صلى الله عليه و سلم أو بإدامته فعله لأن السنة مأخوذة من الإدامة" "أن السنة هي الطريقة وهي عبارة عن الأمر الذي يواظب الإنسان عليه فلا تتناول ما يقوله الإنسان مرة واحدة"[15]"

سنت کا لفظ عرف میں مندوب (پسندیدہ) کے لیے خاص ہے، دلیل کے ساتھ۔ دلیل کے باعث یوں کہا جاتا ہے یہ فعل واجب ہے یا سنت ہے؟ اور بعض کے نزدیک سنت کا لفظ صرف مندوب کے ہی لیے خاص نہیں ہے بلکہ ہر وہ فعل واجب یا مندوب جو رسول اللہ ﷺ کے حکم اور آپ کے فعل کے دوام سے جانا جائے سنت ہے کیونکہ سنت دوام سے ماخوذ ہے۔ سنت راستہ ہے اور وہ ایسے امر سے عبارت ہے جس پر انسان پابندی کرے ایسے امر کو شامل نہیں ہے جس کو انسان ایک بار کرے"۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سنت کا اطلاق کیا جاتا ہے اور ایسا عمل جو پابندی سے کیا جائے۔

امام زرکشی (م۷۹۴ھ) نے فن حدیث کی اصطلاح کے مطابق سنت کا اطلاقی مدلول بیان کیا ہے۔

" أَنَّ السُّنَّةَ الْمُطْلَقَةَ تَنْصَرِفُ إِلَى سُنَّةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ وَالتَّقْرِيرِ "[16]

"مطلقاً سنت سے مراد صرف رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات ہیں"۔

ان کے نزدیک سنت خاص رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات ہیں۔

سید سلیمان ندوی حدیث اور سنت کے درمیان فرق واضح فرماتے ہوئے سنت کا حقیقی و عمرانی مفہوم بیان فرماتے ہیں کہ سنت عمل ہے اور ایسا عمل ہے جو تہذیبی شکل میں ابلاغ ہوتا ہے۔ "السنة فهى فى الحقيقة اسم للعمل المتواتر۔"[17] "سنت حقیقت میں عمل تواتر کا نام ہے"۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے تصور سنت کو خاص ضابطہ کے تحت پیش کیا ہے جس سے طبقہ (حنفیّہ) کے نزدیک متداول مفہوم سنت واضح ہوتا ہے: "جس عمل پر رسول اللہ ﷺ پابندی فرمائیں وہ سنت ہے[18]"۔

اصطلاحی لحاظ سے سنت کا اطلاق، رسول اللہ کے تشریعی قول، فعل، تقریر، عمل متواتر اور وہ عمل جس پر رسول اللہ پابندی فرمائیں پر ہوتا ہے۔، رسول اللہ اور صحابہ کرام کا جاری کردہ طریقہ۔، فعل فرض وواجب پر ہوتا ہے۔

حدیث کا اصطلاحی معانی و مفہوم:

محمد بن عبد اللہ الطیبی (م۷۴۳ھ) حدیث کا طبقاتی اصطلاحی مفہوم بیان فرماتے ہیں کہ حدیث کے عمومی اطلاق میں قرون ثلاثہ میں بیان و عمل ہونے والے دینی اقوال وافعال اور تقریرات شمار ہوتے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

"الحديث أعم من أن يكون قول النبي - صلى الله عليه وسلم - والصحابي والتابعي وفعلهم وتقريرهم[19]"

"حدیث کا مفہوم صرف قول رسول اللہ ﷺ ہونے سے زیادہ عام ہے مفہوم حدیث میں صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال وافعال اور تقریرات بھی شامل ہیں".

عزالدین بن جماعۃ (م ۷٦۷ھ) نے اس کی تعریف بلحاظ فن کی ہے

"علم الحديث علم بقوانين يعرف بها أحوال السند والمتن[20]"

"علم حدیث ایسے قوانین کا علم ہے جس کے ذریعے سند اور متن کے احوال کا تعارف حاصل کیا جاتا ہے". ان کے نزدیک موضوعِ حدیث "سند، متن" ہے.

علامہ شمس الدین الکرمانی (م ۷۸٦ھ) نے حدیث کی خاص طبقاتی تعریف بیان کی ہے جس سے حدیث کا اطلاق من حیث الرسول ﷺ اقوال، افعال، تقریر پر ہوتا ہے.

"واعلم أن الحديث موضوعه ذات رسول الله - صلى الله عليه وسلم - من حيث إنه رسول الله, وحده: هو علم يعرف به أقوال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وأفعاله وأحواله[21] "

"اور جان تو موضوعِ حدیث ذات رسول اللہ ﷺ ہے اس حیثیت سے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کی طرف سے رسول ہیں، اور حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور آپ کے احوال کو جانا جاتا ہے".

ابن حجر (م ۸۵۲ھ) نے تعریفِ حدیث ذکر کرتے ہوئے شرع اور کلامی ابحاث کو پیش نظر رکھا ہے جس سے حدیث کا بلحاظ فن حدیث شرعی مفہوم واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ کی طرف منسوب اقوال وافعال اور تقریرات پر حدیث کا اطلاق ہوتا ہے.

"المراد بالحديث في عرف الشرع : ما يضاف إلى النبي صلى الله عليه وسلم وكأنه أريد به مقابلة القرآن لأنه قديم[22]".

"شرعی اصطلاع کے اعتبار سے حدیث وہ ہے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی جائے اور حدیث کو قرآن کے مقابل حدیث کہا جاتا ہے کیونکہ قرآن قدیم ہے".

لفظ حدیث کا مفہوم قدیم کے مقابل اس لیے ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالی کی صفت کلام سے التباس نہ ہو اور اس کو حدیث بھی اسی لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کلام اللہ نہیں ہے اور اللہ کی صفت کلام قدیم ہے اور حدیث قدیم نہیں ہے. اللہ کی طرف سے کی گئی معناً وحی کو جب انسانی کلام کے ذریعے بیان کیا گیا تو اس سے صفت قدیم کی نفی ہو گئی.

"الخبر عند علماء الفن مرادف للحديث, فيطلقان على المرفوع وعلى الموقوف و المقطوع".وقيل: الحديث ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم والخبر ما جاء عن غيره"[23]

"حدیث اور خبر مترادف ہیں ان دونوں کا اطلاق مرفوع، موقوف اور مقطوع تینوں پر کیا جاتا ہے. اور ایک قول یہ بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو وہ حدیث ہے اور خبر وہ ہے جو غیر سے بھی منقول ہو سکے".

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i22012020*

"وقيل: بينهما عموم وخصوص مطلق, فكل حديث خبر, ولا عكس[24]." "حدیث اور خبر میں ایک فرق یہ ہے کہ ان کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ حدیث عام ہے اور خبر خاص ہے ہر حدیث کو خبر کہا جا سکتا ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں ہو گی"

. ان کے نزدیک رسول اللہ کی طرف منسوب قول، فعل، تقریر پر حدیث کا اطلاق کیا جاتا ہے.

طاہر الجزائری فرماتے ہیں:

"الحديث أقوال النبي ﷺ وأفعاله ويدخل في أفعاله تقريره وهو عدم إنكاره لأمر رآه أو بلغه عمن يكون منقادا للشرع وأما ما يتعلق به عليه الصلاة و السلام من الأحوال فإن كانت اختيارية فهي داخلة في الأفعال وإن كانت غير اختيارية كالحلية لم تدخل فيه إذ لا يتعلق بها حكم يتعلق بنا وهذا التعريف هو المشهور عند علماء أصول الفقه وهو الموافق لفنهم[25]".

"علماء اصول کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل، تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے اور تقریر سے مراد وہ افعال ہیں جن کو آپ ﷺ نے دیکھا یا آپ تک پہنچے اور آپ نے منع نہ فرمایا ہو. افعال کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ ان میں وہ افعال داخل ہیں جو اختیاری ہوں یعنی رسول اللہ ان افعال کو بطور دین کے اختیار کریں اور ان میں غیر اختیاری جیسے شمائل وغیرہ اس میں داخل نہیں ہیں. "اس تعریف کے پیش نظر حدیث کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ اقوال، افعال، تقریرات جو دین کی نسبت اختیار کیے گئے ہیں وہ حدیث ہیں اس کے ماسوا حلیہ و عرب کلچر حدیث کے دائرے سے باہر ہیں".

سید سلیمان ندوی، حدیث کی تعریف بیان فرماتے ہیں اور حدیث اور سنت کا فرق بھی واضح فرماتے ہیں.

"الحديث كل واقعة نُسبت إلى النبي عليه السلام ولو كان فعلها مرة واحدة في حياته الشريفة ، ولو رواها عنه شخص واحد[26]"

ہر وہ واقعہ جس کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کی گئی ہو اگرچہ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ایک ہی بار کیا ہو اور اس کو نقل کرنے والا ایک ہی راوی کیوں نہ ہو اس پر حدیث کا اطلاق ہوتا ہے".

مزید فرماتے ہیں:

" الحديث الذي هو أعم من السنة، فإن كثيرًا من الناس لا يفرقون بينهما ويجعلونهما في منزلة واحدة ، وينشأ من ذلك ضرر كبير" [27]

"حدیث سنت سے زیادہ عام ہے (یعنی ہر سنت حدیث تو ہو گی لیکن ہر حدیث سنت نہیں ہو گی). بہت سے لوگ ان دونوں کے مابین فرق نہیں کرتے اور ایک ہی درجہ میں دونوں کو شمار کرتے ہیں جس کے باعث بہت نقصان پیدا ہوتا ہے."

بلحاظ اصطلاح حدیث کا اطلاق" صرف رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات. رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال و افعال اور تقریرات، رسول اللہ کی طرف منسوب ہر واقعہ، رسول اللہ کے علی وجہ التشریع، اختیاری اقوال و افعال اور تقریرات پر ہوتا ہے

سنت و حدیث کے مفہوم کا اصطلاحی فرق:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i22012020*

سنت کا اصطلاحی اطلاق جن معانی اور مفہوم پر ہوتا ہے " تشریعی قول ، فعل اور تقریر، عمل متواتر، وہ عمل جس پر نبی ﷺ پابندی فرمائیں، رسول اللہ اور صحابہ کرام کا جاری کردہ طریقہ، فعل فرض وواجب.

حدیث کا اطلاق جن معانی و مفہوم پر ہوتا ہے صرف رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال، تقریرات، رسول اللہ، صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال وافعال، تقریرات، نبی ﷺ کی طرف منسوب واقعات، رسول اللہ ﷺ کے علی وجہ التشریع، اختیاری اقوال وافعال، تقریرات.

ان معانی ومفاہیم میں اشتراک وافتراق کی نسبت موجود ہے، سنت کا تعلق صرف تشریع امور سے ہے اور ایسے اعمال جو تواتر سے منقول ہوں اور ان پر پابندی کی گئ تھی اور عمل تہذیب کی صورت میں جاری بھی ہو جبکہ حدیث کے لیے صرف تشریع امور میں سے ہونا یا اس کی بنیاد پر عمل متواتر کا ہونا شرط نہیں ہے یعنی اطلاقِ حدیث ان اخبار کے لیے ہو سکتا ہے جو کسی عمل کی خبر تو دیتے ہیں لیکن وہ عمل منسوخ ہو چکا تھا یا وہ عمل جاری رکھنے کے لیے نہیں کیا گیا تھا اور حدیث کا اطلاق ان اخبار پر بھی ہوتا ہے جو منسوب الی الرسول ﷺ تو ہیں لیکن یہ متعلق بالشریعت نہیں ہیں، اور حدیث وسنت کے مفہوم میں اشتراک اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب حدیث کا تعلق امور شرع سے ہو اور ان کی بناء پر عمل تواتر سے جاری ہوا تھا اور اس پر پابندی کی گئ تھی تو ایسی صورت میں سنت پر حدیث کا اور حدیث پر سنت کا اطلاق ہو سکتا ہے اس سے خاص احادیث مراد ہوتیں ہیں یعنی ہر حدیث سنت نہیں ہے نہ ہو سکتی ہے لیکن ہر سنت حدیث ضرور ہے.

قرآن مجید میں مفہوم سنت:

قرآن مجید میں لفظ سنن وسنت سولہ آیات میں ذکر ہوا ہے جس میں مفہوم کے تکرار کے باعث یہاں چند مختلف آیات کو ذکر کیا ہیں جس سے "سنت اللہ" کا مفہوم واضح ہو سکے، قرآن مجید میں لفظ سنت روایتی علوم کی اصطلاح کے طور پر نہیں ہوا بلکہ یہ الہامی مذاہب میں یکساں طور پر بروئے کار ہونے کی وجہ سے ایک خاص الہامی اصطلاح کے لحاظ سے ذکر ہوتا ہے جس نے عالمگیر قانون اور دستور کا رنگ لیا ہوا ہے جس کے باعث اسے روایتی علوم کی اصطلاح "سنت" کا ہم معانی و مفہوم قرار نہیں دیا جا سکتا.

"قَدخَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِى ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُكَذِّبِينَ"[28]

"تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں، اب تم زمین میں چل پھر کر دیکھو لو کہ جنہوں نے (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا ان کا انجام کیسا ہوا"

"يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ"[29]

"اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لیے (احکام کی) وضاحت کردے، اور جو (نیک) لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں، تم کو ان کے طور طریقوں پر لے آئے، اور تم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمائے، اور اللہ ہر بات کا جاننے والا بھی ہے، حکمت والا بھی ہے".

"وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ ٱلْأَوَّلِينَ".[30]

"اور اگر وہ پھر وہی کام کریں گے تو پچھلے لوگوں کے ساتھ جو معاملہ ہوا، وہ (ان کے سامنے) گزر ہی چکا ہے".

"لَا يُؤْمِنُونَ بِهِۦ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ ٱلْأَوَّلِينَ" [31]

"کہ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور پچھلے لوگوں کا بھی یہی طریقہ چلا آیا ہے".

"سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَاوَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا".[32]

"یہ ہمارا وہ طریق کار ہے جو ہم نے اپنے ان پیغمبروں کے ساتھ اختیار کیا تھا جو ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے، اور تم ہمارے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے".

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

قرآن مجید کی آیات میں لفظ سنت کے مفہوم کا اطلاق "سابق امم کے واقعات، احکامات، دستور، طریقہ" کے معانی کے لیے ہوا ہے کہ قرآن حکیم لفظ سنت اللہ کا اطلاق بلحاظ اصطلاح کرتا ہے جس سے مفہوم سنت کی مشترک قدر ظاہر ہو جاتی ہے کہ اللہ کی سنت وہ دستور و قانون ہے جس کے ایجاب وانکار سے امم کے واقعات کی تاریخ رقم ہوئی تھی، احکامات دینا اور ان پر ایمان و عمل کا مطالبہ من جانب اللہ ایسا دستور ہے جس کو تمام انبیاء کرام اپنی اپنی امتوں کے سامنے بیان کرتے رہے تھے، انبیاء کرام کا آنا اور ان کی بیان و تبیین اور اس کے نتائج سنت اللہ ہیں جس میں کسی امت و نبی کے لیے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی یعنی یہ قانون مکافات ہے جو دستور اور طریقوں کے ایجاب و تسلیم اور انکار کے نتائج میں ظہور پذیر ہوتا ہے.

مفہوم سنت کی توضیح و تفسیر:

ابن جریر طبری (م۳۱۰ھ) نے سنن کا مفہوم بیان واضح کرنے کے لیے حسن بصری اور مجاہد کے اقوال ذکر کیے ہیں جس سے سنت کا مفہوم روایتی و مروجہ مفہوم سے مکمل الگ سمجھ آتا ہے کہ سنت اللہ کا قائم کردہ قانون ہے جو ہر امت و قوم کے لیے یکساں لاگو ہوتا ہے.

> "عن الحسن في قوله:"قد خلت من قبلكم سنن" فقال: ألم تسيروا في الأرض فتنظروا كيف عذب الله قوم نوح وقوم لوط وقومَ صالح، والأممَ التي عذَّب الله عز وجل"[33]
>
> "امام حسن بصری (م:۱۱۰ھ) سورہ النساء کی آیت: ۳، کی وضاحت فرماتے ہیں کیا تم نے زمین کی سیر نہیں پس دیکھو اللہ نے قوم نوح، قوم لوط اور قوم صالح کو کیسے عذاب دیا اور وہ امتیں جو ہو چکی تھیں ان کو اللہ نے کیسے عذاب دیا تھا". سنن سے مراد سابق امم کے وہ واقعات و حالات ہیں جن پر اللہ کا قانون جاری ہوا تھا ان کی اس توضیح سے سنت کا جو مفہوم معلوم ہوتا ہے، اس پر قانونی دستور کا اطلاق ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کا شروع سے ہی یہ دستور رہا ہے جس قوم نے خیر کو اختیار کیا اس نے فلاح پائی اور جس نے شر کا ارتقاب کیا وہ ہلاک ہوئی.

مجاہد بن جبر (م:۱۱۰ھ) سے مذکورہ آیت کی تفسیر منقول ہے. "عن مجاهد يقول: في الكفار والمؤمنين، والخير والشرّ"[34]

"مجاہد فرماتے ہیں سنن کا اطلاق کفار اور مومنین کے حق میں خیر و شر کے اس دستور پر ہوتا ہے" جس پر اللہ کا قانون سنت بن کر جاری ہوتا ہے. ان کی توضیح سے بھی سنت کا مفہوم قانون ہونا ہی ظاہر ہے کہ "سنت اللہ "ایسا قانون ہے جو امتوں کے حق میں ان کے اختیار پر جاری ہوتا ہے. اور یہ دستور اللہ کی جانب سے مقرر ہے کہ ہر امت کی فلاح و کامیابی اور اس کی ہلاکت، قومی و ملی سطح پر اس وقت ہی ہو سکتی ہے جب وہ اس دستور کی ایجابی و سلبی شق پر عمل درآمد کریں گے.

سنت کا مفہوم مزید واضح کرنے کے لیے جریر طبری سورہ النساء کی آیت: ۲۶ "وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ" کی تفسیر میں سنن کا معانی و مفہوم بیان فرماتے ہیں کہ سنت ایسا راستہ ہے جو اہل ایمان کی تہذیب ہے جو انبیاء کی وساطت سے قائم ہوئی ہے.

"یعنی: سُبل من قبلكم من أهل الإيمان بالله وأنبيائه"[35] "اللہ اور انبیاء کرام پر ایمان لانے والوں کے راستے."

یعنی اللہ ان لوگوں کے طریقوں کی طرف رہنمائی کا ارادہ فرما رہے ہیں جن پر اہل ایمان کا اطلاق ہو چکا ہے ابن جریر کی اس توضیح سے سنت کا مفہوم "راستہ، طریقہ" معلوم ہوا ہے سنت سے مراد اہل ایمان کا وہ راستہ اور طریقہ ہے جو اللہ کو بیان کرنا مقصود ہے جس پر چل کر فلاح یقینی ہے اور اہل ایمان جس طریق کو دینی سطح پر اپناتے ہیں وہ الوہی، اسلامی تہذیب ہے جیسا کہ سابق آیت کی تفسیر سے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

سنت کا مفہوم " قانون " ہونا معلوم ہوا تھا اس آیت کی تفسیر سے سنت کا مفہوم " تہذیب " ہونا معلوم ہوا ہے. اللہ کی ہدایت، سنت، اسلامی تہذیب ہے جس کا ابلاغ امت کرتی ہے جو متنی صورت میں دستور، قانون ہے اور عملی صورت میں تہذیب ہے.

علامہ زمخشری (م: ۵۳۸ھ) نے سورہ النساء کی مذکورہ آیت کی تفسیر کے ضمن میں اسی معانی کی تائید کرتے ہوئے رقم کرتے ہیں ہیں.

"وأن يهديكم مناهج من كان قبلكم من الأنبياء والصالحين والطرق التي سلكوها"[36]

"اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ تم سے سابق انبیاء اور صالحین ان کے اسالیب اور ان راستے کی طرف تمہاری رہنمائی فرمائے جن پر وہ چلے تھے ".

ان کی مذکورہ توضیح سے سنت کا مفہوم " طریقہ، راستہ " ہونا ہی معلوم ہوتا ہے. یعنی ایمان و اعمال کی وہ راہیں جو انبیاء اور صالحین کا طریق رہیں اور امت کی تہذیب بن کر ابلاغ ہوتی رہی ہیں.

قرآنی آیات اور مفسرین کرام کی توضیح و تفسیر سے سنت کا جو مفہوم معلوم ہوا ہے اس سے ایک خاص تصور پیدا ہوتا ہے کہ سنت متنی صورت میں " دستور " ہے اس پر قانون مکافات کا اطلاق درست ٹھرتا ہے اقوام و ملل میں اسی صورت میں جاری ہے جس طرح اس کو جاری کیا گیا تھا اور عملی شکل میں سنت، طریقہ، راستہ ہے خیر و شر کی تہذیب بن کر اقوام و ملل میں جاری ہے اور نتائج کی صورت میں فلاح و کامرانی، ہلاکت و تباہی کی تصویر ہے اگر یہ انبیاء و صالحین کی سنت ہے تو یہ الوہی و اسلامی تہذیب کا مظہر ہے اور اگر یہ اہل شر کی راہیں ہیں تو یہ شیطانی، نفسانی تہذیب ہے جن پر اللہ کا قانون، ہلاکت بن کر جاری ہوا تھا اور اہل خیر پر فلاح بن کر جاری ہوتا ہے.

قرآن مجید میں مفہوم حدیث:

قرآن مجید میں لفظ حدیث کا مادہ تیئتس بار استعمال ہوا ہے اور لفظ حدیث بطور اسم چھبیس بار استعمال ہوا ہے جن میں قریبا ایک مفہوم " کلام، گفتگو " کا اعادہ ہوا ہے جن آیات میں قدرے مختلف مفہوم بیان ہوا ان کو اختیار کیا ہے تاکہ قرآن مجید سے لفظ حدیث کے مفہوم کا استقصاء ہوسکے ہو، قرآن مجید میں لفظ حدیث بطور اسم " کلام، کتاب، قصہ، تعبیر " کے مفہوم کے لیے استعمال ہوا ہے.

"يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ عَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا"[37]

" وہ لوگ جنھوں نے انکار کیا اور پیغمبر کی نافرمانی کی، وہ اس روز تمنا کریں گے کہ کاش زمین ان پر برابر کردی جائے، اور وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے ".

"فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا"[38]

" اور اللہ کی بات سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہوسکتی ہے"

."فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ"[39]

تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ دوسری بات میں مشغول ہو جائیں. "فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ"[40] پس اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے. "وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ"[41] اور تم کو باتوں کی حقیقت تک پہنچنا سکھائے گا. "**وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى**"[42] اور کیا تم کو موسیٰ کی بات پہنچی ہے "وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ"[43] اور انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کو افسانہ بنادیا. "اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ"[44] اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے".

مفہوم حدیث کی توضیح و تفسیر:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

ابن جریر سورہ النساء کی آیت بیالیس (۴۲) "ولا یکتمون الله حدیثاً" میں لفظ حدیث کا معانی " قول " بیان فرماتے ہیں اور اس کی تائید کے لیے ابن عباس سے منقول تفسیر پیش کی ہے ، کہ اس مقام پر مشرکین کا یہ قول مراد ہے "وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ "[45] "اللہ کی قسم اے ہمارے رب ہم مشرک نہیں تھے" . مذکورہ آیت میں "حدیثاً" سے مراد مشرکین کا قول ہے .

ابن جریر سورہ النساء کی آیت اٹھتر (۷۸) "لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا" میں مذکورہ لفظ حدیث کا معانی کلام کرتے ہیں اور اس پر ابن عباس منقول تفسیر ذکر فرماتے ہیں .

"لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا" "الحسنة والسيئة من عند الله"[46]

"قریب تھا وہ یہ بات نا سمجھتے کہ خیر و شر اللہ کی طرف سے ہے" حدیث سے مراد اللہ کا کلام ہے .

ابن جریر سورہ النساء کی آیت ستاسی (۸۷) "وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا"[47] میں مذکور لفظ حدیث کا معانی خبر سے کرتے ہیں .

"فاعلمواحقیقۃ ما اخبر کم من الخبر" پس جانو لو ! اس خبر کی حقیقت جو اس نے تم کو دی" حدیث سے مراد خبر ہے .

علامہ آلوسی سورہ المرسلات کی آیت پچاس (۵۰) "فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُون" میں مذکور لفظ حدیث کا معانی کلام سے فرماتے ہیں "والحديث بمعنى الكلام،فبأي كلام يؤمنون بعده"[48]

" حدیث کا معنی کلام ہے ، پھر کس کلام کے بعد وہ ایمان لائیں گے " یعنی اللہ کا کلام مراد ہے .

ابن جریر سورہ طہٰ کی آیت نو (۹) "وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى" میں مذکور لفظ حدیث کا معانی " کلام " نقل کیا ہے اور اس پر ابن عباس سے بطور تائید تفسیر بیان کی ہے جس میں اس کا معانی " کلام " ذکر ہوا ہے " سردیوں کے دن تھے موسیٰ نے آگ دیکھی جو اللہ کا نور تھا اپنے گھر والوں سے کہا تم یہاں ہی رو کو میں دیکھ کر آتا ہوں " .[49]

اس آیت میں حدیث موسی سے مراد موسی علیہ السلام کا اپنے گھر والوں سے کلام ہے . جس کو قرآن مجید نے بطور قصہ نقل کیا ہے .

ابن جریر نے سورہ یوسف کی آیت چھ (۶) "تَأْوِيلِ الْأَحَادِيث" میں مذکور لفظ حدیث کا معانی تعبیر بیان کیا ہے اور اس کی تائید کے لیے قتادہ کا قول پیش کیا ہے کہ اس مقام پر تاویل الاحادیث کا معانی " تعبیر الرؤیا "[50] ہے ، لوگ جو خواب دیکھتے ہیں ان کی تعبیر کا علم سکھائیں گے .

علامہ رازی نے سورہ زمر کی آیت تیس (۳۰) "اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيث" میں مذکور لفظ حدیث کا معانی کتاب کیا ہے "إنہ کتاب منزہ عن التناقض "[51] ایسی کتاب ہے جو تناقص سے پاک ہو .

قرآن مجید کی آیات اور مفسرین کرام کی توضیح و تفسیر سے حدیث کا جو معانی اور مفہوم معلوم ہوا ہے . کلام ، خبر ، قصہ ، کتاب ، خوابوں کی تعبیر ہے لفظ حدیث کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے تو اس مقام پر کلام اللہ ، اخبار من اللہ ، کتاب اللہ ، مراد لیا جائے گا اور حدیث کی نسبت اگر انبیاء علیہم السلام طرف ہو تو اس مقام پر کلام انبیاء یا متعلق انبیاء کلام مراد ہو گا جس پر قصہ کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے اور علم حدیث کا اطلاق علم تعبیر پر بھی کیا جاتا ہے .

سنت و حدیث کے قرآنی مفہوم کے درمیان فرق:

سنت کے قرآنی و تفسیری مفہوم کی مذکورہ تفصیل میں سنت کا جو معانی اور مفہوم بیان ہوا ہے . کہ سنت دستور ، قانون ، طریقہ ، راستہ اور تہذیب کا نام ہے اور حدیث کا قرآنی و تفسیری مفہوم ، کلام ، خبر ، قصہ اور کتاب ہے بلحاظ قرآن و تفسیر لفظی فرق ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے معنوی مفہوم میں بہت فرق ہے کہ قرآنی اعتبار سے سنت پر حدیث کا اور حدیث کا سنت پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا . لیکن حدیث و سنت کے مابین عموم خصوص من وجہ کی نسبت قائم ہو سکتی ہے کہ حدیث کو دستوری خبر ، عمل و طریق کی خبر کہا جائے تو ان

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

کا جمع ہونا ممکن ہے لیکن یہ ایک دوسرے کے مترادف نہیں بن سکتے. دونوں الفاظ سے حاصل ہونے والا اساسی تصور مختلف ہے سنت کے معانی پر عملی، مشہود ہونے کا اثر غالب ہے جبکہ حدیث میں کلام ہونے کا اثر غالب ہے.

نتائج بحث:

سنت اور حدیث کے فرق کی تجریاتی تحقیق سے سنت اور حدیث کا اطلاقی معانی و مفہوم واضح ہوا ہے جن میں علوم و فنون، ادب و اصطلاح کے لحاظ سے فرق قائم ہونے کے ساتھ ان کے مفاہیم کے اپنے دائروں میں محدود ہوئے ہیں، قرآنی آیات کے پیش نظر سنت کے مفہوم کا دائرہ اللہ تعالی کے آفاقی قانون کی حد میں محدود نظر آتا ہے جو سنت کے مروجہ و روایتی علوم سے بالکل الگ مفہوم ہے کیونکہ روایتی علوم میں سنت بالحاظ لغت وسیع معانی و مفہوم کا حامل ہے جس میں لفظ سنت کئی معانی و مفہوم کا ظرف ہے. اور باعتبار اصطلاح سنت کا اطلاق رسول اللہ اور آپ کے خلفاء راشدین کے قول، فعل، تقریرات، عمل متواتر پر ہوتا ہے یہ مفہوم اپنے متعلق کے لحاظ سے خاص ہے اور قرآنی اور لغوی مفاہیم سے اس کو ممتاز کر دیتا ہے.

اسی طرح لفظ حدیث کے مفہوم کا قرآنی دائرہ کلام، گفتگو، خبر کی حد تک نظر آتا ہے اس کے مفہوم میں متعلق بالنسبت ہونے کے سبب سے تخصیص آجاتی ہے کہ کس کا کلام؟ کس چیز کے متعلق خبر ہے؟ وغیرہ اور لغوی معانی کے اعتبار سے حدیث کے مفہوم میں جدت، کلام، واقعات کی دلالت موجود ہے حدیث کا قرآنی و لغوی مصداق قریبا ایک سا ہے جبکہ حدیث کا اصطلاحی معانی و مفہوم روایتی علوم حدیث میں خاص مفہوم رکھتا ہے جس میں بالخصوص نبی ﷺ کے قول، فعل، تقریر کو شمار کیا جاتا ہے اور عمومیت کے لحاظ سے اصحاب رسول ﷺ و تابعین کے اقوال، افعال، تقریرات کو شامل کیا جاتا ہے اصطلاحی اعتبار سے اس پر سنت کا اطلاق بھی ہوتا ہے یا اسے ماخذ سنت قرار دیا جاتا ہے ماخذ ہونے کے باعث مجازی طور پر اسے سنت کہا جاتا ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے دونوں اسم کے مسمات و مدلول حقیقی میں واضح فرق ہے، اس اعتبار سے ہر حدیث سنت نہیں ہے بلکہ ہر سنت بھی منزل من اللہ نہیں ہوتی، بعض احادیث مجازی لحاظ سے سنت ہیں اور جب سنت خبر کے طور پر ابلاغ ہو تو بعض سنن پر احادیث کا اطلاق ہوتا ہے.

- سنت کا لغوی مفہوم " طریقہ، مذہب، سیرت، امت " ہے. ایسا طریقہ جو خیر یا شر پر مشتمل ہو اور مذہب سے مراد بھی طریقہ ہی ہے لیکن کسی خاص تعلیم کا متعین کردہ طریقہ و منہج ہے اور سیرت سے طرز حیات مراد ہے اور امتوں سے مراد وہ ملل ہیں جن پر اللہ کا قانون جاری ہوا تھا.
- حدیث کا لغوی مفہوم " کلام، خبر، جدید، حادثات، واقعات " ہے.
- لغوی لحاظ سے حدیث کا دائرہ، " گفتگو، کلام " تک محدود ہے اور سنت کا دائرہ " راہ عمل " ہے.
- سنت کا اصطلاحی مفہوم " نبی ﷺ کے تشریعی اقوال، افعال، تقریرات، عمل متواتر، وہ عمل جس پر رسول اللہ ﷺ پابندی فرمائیں، رسول اللہ اور صحابہ کرام کا جاری کردہ طریقہ، فعل فرض و واجب " ہے.
- حدیث کا اصطلاحی مفہوم " صرف نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات، رسول اللہ اور صحابہ کرام و تابعین کے اقوال و افعال اور تقریرات، منسوب الی الرسول واقعات، رسول اللہ ﷺ کے علی وجہ التشریع اختیاری اقوال و افعال اور تقریرات " ہے
- اصطلاحی لحاظ سے ان کے مفہوم میں تضاد نہیں ہے بلکہ کئی مذکورہ مفاہیمی صورتوں میں معنوی اشتراک بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیات من الرسول کے وہ اعمال جو سنت کہلاتے ہیں ان کا بیان حدیث کے ذریعے ہو تو اس حدیث پر سنت کا اطلاق کرنا درست ہے.

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

- سنت کا قرآنی مفہوم "سابق امم کے واقعات، احکامات، دستور، طریقہ" ہے. جس سے قانون اور راہِ عمل کا تصور حاصل ہوتا ہے ایسا قانون جو احکامات کے امتثال وانکار کے سبب امتوں پر جاری ہوتا ہے اور ایسے طریقے جن پر عمل کی راہیں وحی نے مقرر کیں ہیں.
- حدیث کا قرآنی مفہوم "کلام، خبر، قصہ، کتاب، خوابوں کی تعبیر" ہے. اس میں قانون اور راہِ عمل کا مفہوم موجود نہیں ہے اس کا اطلاق ہر گفتگو کو شامل ہے اس میں اصل نسبت ہے جس سے حدیث کا مفہوم واضح ہوتا ہے کس کا کلام، کس کے متعلق خبر، کن کا قصہ اور کس کا خواب وغیرہ.

حواشی وحوالہ جات

---

1 محمد بن احمد بن بکر شمس الدین القرطبّی الجامع لأحکام القرآن- تفسیر القرطبّی (القاہرہ: دار الکتب المصریہ، ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴م) ۲۱۶: ۴

2 اسماعیل بن عباد اصاحب، المحیط فی اللغۃ (بغداد: عالم الکتب، ۱۹۹۴م) ۲۴۴: ۲

3 الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن (دمشق: دار القلم، ۱۴۱۲ھ) ۱: ۴۲۹

4 محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار صارم، ۱۴۱۴ھ ۱۳: ۲۲۰

5 (نفس مصدر، ۱۳۱: ۲)

6 (عبد اللہ ابوہلال العسکری، الفروق اللغویہ (القاہرہ: دار العلم ولثقافہ، ۱۹۸۷م) ۱:۲۱۱)

7 محمد بن مکرم، لسان العرب (بیروت: دار صارم، ۱۴۱۴ھ) ۲: ۱۳۱

8 محمد بن محمد بن عبد الرزاق المرتضی الزبیدی، تاج العروس (الکویت: دار الهدایہ، ۲۰۰۸) ۳۳، ۱:۱۲۳۲

9 اسماعیل بن حماد الجوہری، الصحاح فی اللغۃ (بیروت: دار العلم للملایین، ۱۹۸۷م) ۱:۱۱۸

10 محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی المبسوط (بیروت: دار المعرفہ، ۱۹۹۳م) ۳۹۲: ۱

11 ابن حزم اندلسی، الاحکام لابن حزم (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۱۰م) ۳۹: ۱

12 ابو بکر السرخسی اصول السرخسی (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۳م) ۱:۱۱۳

13 (محمد بن محمد الغزالی، المنخول (دمشق: دار الفکر، ۱۹۹۷م) ۱۷۳: احمد بن محمد الغزالی، المستصفی (بیروت: دار الکتب العلمیہ ۱۹۹۸م) ۸: ۱

14 محمد بن علی الشوکانی، ارشاد الفصول (لبنان: دار الکتب العربی ۱۹۹۹م) ۶۸: ۱

15 محمد بن عمر بن الحسن فخر الدین الرازی، المحصول (ریاض: جامعہ الامام محمد بن سعود اسلامیہ، ۱۴۰۰م) ۱۳۰:۱/۱۷۱)

16 (محمد بن عبد اللہ بن بہادر الزرکشی، البحر المحیط (الجیزہ- مصر، ۱۹۹۴م) ۱۲۵: ۵

17 سید سلیمان ندوی، تحقیق معنی السنۃ و بیان الحاجۃ الیھا (المکتبہ السّلفیہ- مصر) ۱: ۷

18 (خطبات حکیم الامت ج ۲۱/۱۳)

19 (جلال الدین السیوطی، تدریب الراوی شرح تقریب النووی (ریاض: مکتبۃ الریاض الحدیثہ، ۲۰۱۰م) ۱: ۲۹

20 نفس مصدر ا: ۲۶

21 نفس مصدر ا: ۲۹

22 نفس مصدر ا: ۲۷

23 نفس مصدر ا: ۲۹

24 نفس مصدر ا: ۲۹

25 طاہر الجزائری الدمشقی توجیہ النظر الی اصول الاثر، (شام: مکتب المطبوعات اسلامیہ ۱۹۹۵م) ۱: ۱

26 (سید سلیمان ندوی، تحقیق معنی السنۃ و بیان الحاجۃ الیھا (المکتبہ السّلفیہ- مصر) ۱: ۱۰

27 نفس مصدر: ۱: ۱۰

28 (القرآن ۳: ۱۳۷)

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22012020***

[29] (القرآن ۴: ۲۶)

[30] (القرآن ۸: ۳۸)

[31] القرآن ۱۵: ۱۳)

[32] (القرآن ۱۷: ۷۷)

[33] محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تأویل القرآن (ریاض: مؤسسۃ الرسالۃ ۲۰۰۰م) ۱: ۲۲۹

[34] نفس مصدر، ۷: ۲۳۰

[35] نفس مصدر، ۸: ۲۰۹

[36] (محمود بن عمرو بن احمد الزمحشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (بیروت: دار الکتاب العربی، ۲۰۱۰م) ۱ص ۴۰۰

[37] القرآن ۴۲: ۴

[38] القرآن ۷۸: ۴

[39] القرآن ۴: ۱۴۰

[40] القرآن ۱۸۵: ۷

[41] القرآن ۶: ۱۲

[42] القرآن ۹: ۲۰

[43] القرآن ۱۹: ۳۴

[44] القرآن ۲۳: ۳۹

[45] محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تأویل القرآن (ریاض: مؤسسۃ الرسالۃ ۲۰۰۰م) ۱۷ ۳: ۸

[46] نفس مصدر، ۵۵۷: ۸

[47] نفس مصدر ۵۹۲: ۸

[48] محمود بن عبد اللہ الآلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ) ۱۶ ۴: ۶

[49] محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تأویل القرآن (ریاض: مؤسسۃ الرسالۃ ۲۰۰۰م) ۲۷۶: ۱۸

[50] نفس مصدر ۵۶۰: ۱۵

[51] محمد بن عمر بن الحسن فخر الدین الرازی، تفسیر الکبیر (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۰ھ) ۲۵۲: ۱۳

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).